

سلسلہ برقی اشاعت ادبیات عالیہ ۱۶



سمنستان کی شہزادی

لطیف الدین احمد

اراکینِ ادبیاتِ عالیہ واٹس ایپ گروپ
اکتوبر ۲۰۲۰ء

سلسلۂ برقی اشاعت ادبیاتِ عالیہ ۱۶

سمنستان کی شہزادی

لطیف الدین احمد

ٹائپنگ

عبداللہ نیموی

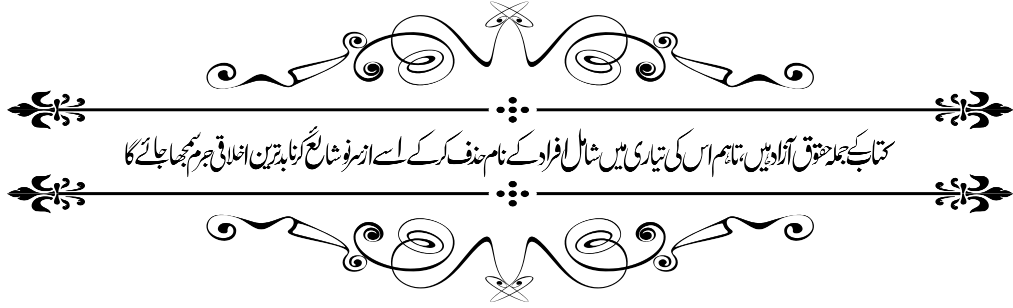
سرورق، پروف خوانی و برقی کتاب سازی

Yethrosh

باہتمام

اراکینِ ادبیاتِ عالیہ واٹس ایپ گروپ

اکتوبر ۲۰۲۰ء



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”اس وقت سے کہ کرۂ ارض نے رقصِ خورشیدی کا مطالعہ شروع کیا، تمام
عالم میں شاہزادی سمنبر سے زیادہ حسین اور لطیف بچہ پیدا نہیں ہوا۔“

دربار شاہی کا مورخ جو واقعات کے انضباط میں بہت زیادہ محتاط واقع ہوا تھا؛ جس وقت حکومتِ سمنستان کی تاریخ قلمبند کرنے لگا تو بے ساختہ یہ فقرہ اس کے قلم سے نکل گیا۔

شاہزادی سمنبر نے اُس ساعت میں جب گلاب اپنی پنکھڑیاں کھول دیتا ہے، اُس لمحہ میں جب کلیاں یک جرعۂ صبا کے عوض میں اپنا جامۂ احرام اتار ڈالتی ہیں اور ٹھیک اس وقت جب ستارے اس محشرِ رنگ و نور کا تماشا دیکھ کر آخری شعاعِ نظر دنیا پر ڈالتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اِس عالم میں قدم رکھا۔

شاہی مورخ نے بھی اسے ایک نظر دیکھا تھا جب دایہ شاہزادی کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے جھروکے میں اس لیے لائی تھی کہ اس پارۂ ماہ کے نظارے سے رعایا کے ہجوم کی شادمانی مکمل ہو جائے۔ مورخ اس کے بعد سیدھا اپنے مکان پر پہونچا کہ اپنے فرائض میں مصروف ہو۔ چنانچہ چاشت سے قبل اس نے اپنے موضوع پر جس کا عنوان ”شاہزادی سمنبر“ تھا تین ابتدائی باب مکمل کر لیے اور تمہیدی ابواب میں اس نے اپنے قلم کا پورا زور صرف کر کے نہایت شاندار و حسین الفاظ میں شاہزادی سمنبر کے واقعاتِ پیدائش منضبط کیے۔ ان صفحات

ناشر

کے لکھنے میں وہ ایک مورخ کی حیثیت سے بڑھ کر ایک شاعر کا درجہ رکھتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنے میں اسے کوئی الزام بھی نہیں دیا جاسکتا۔

سمنستان میں ہفت روزہ جشن برپا تھا، سات روز تک وقت کا شمار معطل ہو گیا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ طلوع و غروب کا مفہوم کیا ہے اور ان سے کون کون سے فرائض انسانی علاحدہ علاحدہ متعلق ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو ان محبوب ترین ایامِ جشن و مسرت میں کوئی کام نہ تھا، سوائے اس کے کہ ہر خیال میں آسکنے والا طریق طرب اندوزی و طرز عشرت افروزی کام میں لائیں اور سرور و انبساط میں غرق ہو کر رہ جائیں۔ لیکن وزیرِ تشریفات ضرور مصروف تھا کہ تمام انتظامات جشن اسی کے سپرد تھے۔ دربار شاہی کا مورخ یقیناً منہمک تھا کہ اب اسے اپنی تاریخ سے زیادہ دلچسپی ہو گئی تھی۔ کنیزیں بیشک مشغول تھیں کہ ان میں سے ہر ایک حسین شاہزادی کو اپنی گود میں لینے کے لیے بے قرار نظر آتی تھی اور گلزار شاہی کا باغباں بھی حقیقتاً بہت عدیم الفرصت تھا جسے ہر ہر گھنٹے کے بعد تازہ گلاب کی پنکھڑیاں تمام راستوں میں بچھادینا پڑتی تھیں۔ سارا شہر، تمام ملک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہاں کے باشندے کبھی کوئی کام کرتے ہی نہیں مگر عیش و طرب کے جلسے اور لطف و مسرت کی تلاش۔

"ہمیں یاد رکھنا چاہئے" سمنستان کے باشندوں کا مقولہ تھا "کہ یہ عیش و مسرت کے دن ہیں اور ایسے مواقع ہمیشہ حاصل نہیں ہوسکتے"۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ تمام ملک سمنستان میں کوئی متنفس کام نہ کرتا تھا اور وہاں کے باشندے صفحۂ عالم پر سب سے زیادہ مسرور، سب سے زیادہ عیش پرست تھے۔ وہ صرف سیر و تماشا میں محو ہو جانے کو ہی مقصود زندگی سمجھتے تھے اور کچھ نہ کرنا ہی ان کا کام تھا۔ ان کا اگر کوئی مشغلہ تھا تو صرف یہ کہ باغوں میں جاکر (اور سمنستان کا ہر ہر چپہ باغ تھا) رقص کرتے اور جب خستہ و مضمحل ہو جاتے تو گلاب کی بچھی ہوئی پنکھڑیوں پر گر پڑتے، اپنی گودوں کو ان سے بھرتے اور پھر تازہ دم ہو کر محو رقص ہو جاتے۔ ان کا مدار حیات صرف خوبانیاں تھیں کیوں کہ سمنستان میں پھولوں اور خوبانیوں کے سوا کوئی چیز پیدا نہ ہوتی تھی

اور یہ نتیجہ تھا وہاں کے موسم کا۔اس موسم کو سدابہار کہا جا سکتا ہے مگر یہ سدابہار موسم اپنے اندر وہ تمام لطافتیں رکھتا تھا جو موسم گرما میں ہوتی ہیں اور جن سے پھلوں میں پختگی کا گداز پیدا ہوتا ہے۔یہ موسم سمنستان میں گیارہ مہینہ کا ہوا کرتا تھا اور بارھواں مہینہ سرما کا سمجھا جاتا تھا۔ہر چند کہ اس موسم میں وہاں کے باغات باشندوں کے لیے اذوقہ بہم پہنچانے سے عاری ہو جاتے تھے۔لیکن چونکہ اس موسم کی عمر بہت مختصر ہوا کرتی تھی،اس لیے سمنستان والوں کے لیے یہ ایام بھی غیر معمولی مسرت سے معمور ہوتے تھے۔ان کی شامیں اپنے اندر نئے اسباب عیش اور ان کی صبحیں جدید مشاغلِ مسرت لے کر آتی تھیں۔موسم سرما میں جب کہ خوبانیوں کی بہم رسانی موقوف ہو جاتی،جو اُن کی تنہا غذا تھی،تو وہ قرب وجوار کے لوگوں سے اخروٹ اس شرط پہ قرض لے لیا کرتے تھے کہ جس روز چاند آسمان پر اپنے پورے دائرے کو لیے ہوئے طلوع ہو گا، اس کے دوسرے روز خوبانیوں کی شکل میں ادا کر دیں گے۔اور یہ لوگ اس تبادلۂ تجارت کے لیے اخروٹوں کی معقول مقدار ایک دوسرے قطعۂ ملک سے لایا کرتے تھے۔

اہل سمنستان نے اپنے ملک میں ریشم کے کیڑوں کو یہ فن سکھا دیا تھا کہ صرف ریشم پیدا کرنے پر ہی بس نہ کریں بلکہ اس سے نفیس ریشم کی چادریں بھی تیار کیا کریں اور اس طرح وہ کیڑے اس لطیف آبادی کے لیے رنگین، خوبصورت، ریشمی ملبوس تیار کیا کرتے تھے۔یہ امر واقعہ ہے کہ انھیں ریشمی کیڑوں کی یہ صنعت تھی جس نے اس ملک کی آبادی کی لطافت کو مکمل کیا ورنہ اس کے پاس کوئی اور ذریعہ تن پوشی کا نہ تھا۔

ساتواں دن تقریب کا خاص دن تھا اور جشن کا مخصوص یوم مسرت۔جس دن ساتویں صبح صادق طلوع ہوئی تو تمام سمنستان ترنم آباد نظر آتا تھا اور ہر شخص قصر شاہی میں اک مہمان کی حیثیت سے موجود۔ہر متنفس شوق وولولہ سے لبریز تھا مگر وزیر تشریفات متردد۔وزیر تشریفات بولا "میری تمنا ہے کہ ہر کام باقاعدہ وخوش اسلوبی سے انجام پا جائے"۔ مگر یہ کیونکر توقع کی جاسکتی تھی ،جبکہ مہمانوں کے شوق کا یہ عالم تھا کہ وہ بجائے انتظار کے جو عوائد شاہی کے لحاظ سے ضروری تھا،جوق جوق ہنگامہ کناں آرہے تھے اور مستِ مسرت ہو

کر باہم گلبازی کرتے ہوئے "حلقۂ گل" کے رقص میں منہمک، وزیر تشریفات کو اپنے ہجوم میں لپیٹتے ہوئے قصر میں داخل ہو رہے تھے۔ وزیر تشریفات بھی خوش تھا اور علی الخصوص اس وقت جب کہ اس نے ہمسایہ سلطنتوں کی شاہزادیوں کو محل میں داخل ہوتے دیکھا۔ وہ اس لیے آئی تھیں کہ شاہزادی سمنبر کی منہ بولی مائیں بنیں۔ ہر منہ بولی ماں اپنے زریں ہوادار سے جن میں ہوائی گھوڑے جُتے ہوئے تھے، محل کے دروازے پر اتری۔ وزیر تشریفات ان کو آتے ہوئے دیکھ کر بے انتہا مسرور ہوا اور ان کی پذیرائی کے لیے دروازہ تک آیا اور تعظیم میں اس قدر جھکا کہ اس کا چشمہ بھی زمین پر گر پڑا۔

ان شاہزادیوں نے جب اپنے منہ بولے بچہ کو دیکھا تو بیتابانہ سراپا شوق و ابتہاج بن کر اس کے گرد حلقہ کر کے آ گئیں۔ شاہزادی سمنبر اس وقت گویا ایک کلی تھی جس کے گرد تیتریاں اپنا ہنگامۂ رقص قائم کیے ہوئے تھیں۔ ہر شاہزادی اپنے منہ بولے بچے کے لیے بیش بہا تحائف لائی تھی اور ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ سب سے پہلے وہی اپنے تحائف پیش کرے۔ چنانچہ جوش محبت اور شوق اولیت میں سب کی سب ایک ہی وقت میں شاہزادی سمنبر سے مخاطب ہوئیں، گویا شاہ دانہ کے درخت میں چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ دربار شاہی کا مورخ اپنے قلم کی کی انتہائی سرعت کے باوجود اُن نوادر و تحائف کی نصف فہرست بھی مرتب نہ کر سکا جو شہزادی کو اس وقت دیے گئے تھے۔

مراسم ختم ہوئے اور منہ بولی مائیں ایک ایک کر کے رخصت ہوئیں، ہنوز آخری منہ بولی ماں شہزادی کا رخصتی بوسہ لے ہی رہی تھی کہ ایک شور سنائی دیا۔ ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور چشم زدن میں لطف و مسرت کا تبسم جو ہر چہرہ کا ایک مستقل جزو نظر آ رہا تھا دفعۃً مفقود ہو گیا اور رقص و سرور موقوف۔ کیونکہ شاہزادی قاہرہ بھی منہ بولی ماں بننے کے لیے آئی تھی اور لوگ اسے منحوس سمجھتے تھے۔ اس کے ہوادار کا رنگ سیاہ تھا اور سیاہ گھوڑے اس میں جُتے ہوئے تھے۔ سمنستان کے شاہی خاندان کے لیے پرانے تعلقات کی بنا پر اس کی پذیرائی ناگریز تھی۔

وزیر تشریفات کے لیے از روئے عوائد، نوید بھیجنا ضروری تھا اگرچہ سب واقف تھے کہ اس کا شریک ہونا خوشگوار نہ تھا۔ چنانچہ اس تقریب کا نوید شہزادی قاہرہ کے نام لکھا تو ضرور گیا مگر ملکہ سمنستان نے اس کے نام کا خریطہ نکلوا کر درباری کمرے کے ایک طاق میں ڈال دیا تھا۔ "ہم ہمیشہ کہہ سکیں گے" ملکہ نے کہا کہ "نوید کا رہ جانا ایک اتفاقی امر تھا"۔

قاہرہ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا تھا اور وہاں کوئی عذر پذیرا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے شہزادی کے پیدا ہونے کی خبر سنی اور آ موجود ہوئی۔ ملکہ نے مصنوعی عذر پیش کیا لیکن قاہرہ نے غضبناک نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ "میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اب میں ضعیف ہوتی جا رہی ہوں اور کوئی مجھ سے محبت نہیں رکھتا۔ تاہم مجھے اصرار ہے کہ نوزائیدہ کی منہ بولی ماں بننے کے فخر سے نہ روکی جاؤں اور جو ادنیٰ تحفہ میں لائی ہوں وہ اپنی منہ بولی بیٹی کو دے سکوں"۔ یہ کہتی ہوئی وہ شہزادی سمنبر کے نفیس و نازک گہوارہ کی جانب بڑھی، جہاں شہزادی ہمک رہی تھی اور ایک مایوسانہ انداز میں جھک کر کہنے لگی "سرزمین گلاب میں پیدا ہونے والی میری سمنبر! تو ایک گلاب کی طرح ہمیشہ سینچی جائے گی"۔ ملکہ ایک طمانینت آفریں ٹھنڈی سانس لے کر خود ہی کہنے لگی "کیا واقعی قاہرہ اس مرتبہ ایسا عمدہ سلوک کرنا چاہتی ہے" مگر نہیں وہ ہرگز ایسا ارادہ نہ رکھتی تھی کیونکہ آخری آہِ سرد کے ساتھ اس نے کہا "ایک گلاب کے مانند پرورش کی جائے گی کیونکہ تیری شادی ایک باغبان کے لڑکے سے ہونے والی ہے"۔ بادشاہ، ملکہ اور مورخ دربار شاہی نے (جو ہر وقت گوش بر آواز رہتا تھا) یہ جگر خراش کلمات سنے اور شاہزادی قاہرہ جلدی جلدی قدم مار کر اپنی گاڑی میں سوار ہوئی اور چلی گئی۔

یہ تھا اُس حسین بچے کا مقسوم، یہ تھی شاہزادی سمنبر کی قسمت۔

یہ واقعہ جگر خراش تھا اور ایسا جگر خراش کہ بادشاہ نے اسی غم میں جان دے دی، اس نے خوبانیوں کا کھانا ترک کر دیا اور گلاب کا سونگھنا موقوف، کیونکہ اس کی غیور طبیعت اس بات کو برداشت نہ کر سکی کہ اس کی بیٹی ایک باغبان کے لڑکے سے منسوب ہو۔ جب وزیر تشریفات نے عوائدِ خاندانی کی کتابِ زریں میں سے وہ دفعہ پڑھ کر سنائی جس میں درج تھا کہ "سمنستان کی شاہزادی صرف ان چھ شاہی خاندانوں میں سے کسی ایک شاہزادہ کے ساتھ بیاہی جا سکتی ہے جن کو شاہنشاہ اعظم کا لقب حاصل ہے"، تو بادشاہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور آخر کار دو دن اس صدمہ میں مبتلا رہ کر اس نے جان دے دی۔ بادشاہ کے بعد ملکہ بھی زندہ نہ رہ سکی اور گلاب کے جھنڈ میں بادشاہ کی قبر کے برابر میں دفن کر دی گئی۔

اب صرف ایک شخص یعنی مورخِ دربارِ شاہی باقی تھا، جسے شہزادی کے متعلق اس پیشینگوئی کا علم تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ لکھا تو ضرور مگر اسے بالکل راز رکھا۔ چونکہ سمنستان کے لوگ تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے اور انہیں یا کسی کو بھی اس حقیقت کا علم نہ تھا، اس لیے شاہزادی سمنبر کو دایہ نے محل شاہی کے باغات میں باغبان کے لڑکے کے ساتھ کھیلنے سے نہ روکا، کیونکہ کوئی اور بچہ اس کے کھیلنے کے لیے موجود نہ تھا۔ شاہزادی اس لڑکے کے ساتھ کھیلتی رہی اور بڑھتی رہی۔ سمنستان کے قریب قریب جو سلطنتیں تھیں وہ اس قدر دور تھیں کہ وہاں کے شہزادے کھیل سے فارغ ہو کر غروب آفتاب کے وقت تک اپنے مکان واپس نہ پہنچ سکتے تھے۔ ایک ریاست کا ولی عہد شہزادی کے ساتھ کھیلنے کے لیے منتخب بھی کیا گیا مگر وزیر تشریفات نے یہ شرط لگا دی کہ وہ شہزادی کے ساتھ کھیل میں شریک ہو سکتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جب شہزادی اس کی طرف گیند لینے کو آئے تو وہ تعظیماً ایک مرتبہ جھک جائے اور جب وہ شہزادی کی طرف گیند پھینکے تو اسی طرح

سات بار تعظیم دے کر، کیونکہ عوائد شاہی کی "کتاب زریں" کا یہی حکم ہے، مگر اس نواب زادے کے اتالیق نے ان شرائط پر اعتراض کیا اور شاہزادی پھر اسی طرح تنہا رہ گئی۔ وزیر تشریفات نے شہزادی کی اس تنہا حالت پر بہت افسوس کیا کیونکہ وہ رحم دل بھی تھا، اور اسی لیے جب اس نے شہزادی کو باغبان کے لڑکے کے ساتھ خوبانی کی جھاڑیوں میں آنکھ مچولی کھیلتے دیکھا تو مزاحمت نہ کی کیونکہ کتابِ زریں میں جو قانون دربار شاہی کی حیثیت رکھتی تھی یہ کہیں نہ لکھا تھا کہ شاہی بچے باغبان کے لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلیں اور چونکہ باغبان کے لڑکے کوئی خاص معاشری حیثیت نہیں رکھتے، اس لیے اس کے خیال میں اُن کا کوئی ایسا وجود نہ تھا جو نقصان رساں ثابت ہو۔

سمنبر ہر روز باغباں کے لڑکے کے ساتھ کھیلتی تھی۔ یہ لڑکا خوش رو تھا اور ذہین بھی، پھر یہ کہ کھیلنے کے لیے ہر وقت تیار۔ آخر کار شہزادی کو اس کے ساتھ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اس نے شہزادی کو سکھایا کہ جب بلبل گلاب کے جھنڈ سے شاہزادی کی گود میں دفعتاً آ جائے تو شاہزادی کو کیا کہنا چاہیے اور جب ممولا نظر آئے تو کیونکر وقت کا شمار کرنا چاہیے۔ اگر کسی پھلی میں بارہ دانہ نکل آئیں تو اسے مبارک سمجھنا چاہیے اور ماہ نو کو دیکھ کر کیا کہنا چاہیے۔ وہ شاہزادی کے ساتھ کھیلتا تھا، اس سے باتیں کرتا تھا اور اس کے ساتھ باغوں میں گھوما کرتا تھا۔ وزیر تشریفات جب ان دونوں کو ساتھ دیکھتا تو متبسم ہوتا اور اس مسئلے پر جس قدر زیادہ غور کرتا اسی قدر زیادہ اس نتیجے پر یقین کرتا کہ باغباں کے لڑکے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ایک دن شہزادی کے کمرہ میں ایک بھونرا چلا آیا، دایہ اس کو نکالتی ہوئی درباری کمرے تک جا پہنچی جہاں دربار شاہی کی تاریخ، جسے شاہی مورخ نے مرتب کیا تھا میز پر رکھی تھی۔ دایہ نے یہ کتاب ہاتھ میں لے لی تاکہ بھونرے کو اس سے مار ڈالے، لیکن اس کے بعد جب اس نے اس کتاب کو کھول کر دیکھا اور اس کی نظر ان فقروں پر پڑی جہاں مورخ نے قاہرہ کی پیشینگوئی درج کی تھی تو دایہ اس کو پڑھ کر سہم سی گئی اور وہاں سے نکل کر سیدھی باغ میں پہنچی جہاں شاہزادی مالی کے لڑکے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ چنانچہ اس نے مالی کے لڑکے کو

فوراً چلے جانے کا حکم دیا اور وہ باغ کے دروازے سے باہر نکل گیا لیکن بہت ملول و غمگین۔ دوسرے دن شہزادی سمنبر کے کھیلنے کے لیے کوئی نہ تھا، شاہزادی نہ کھیل سکتی تھی اور نہ کوئی اور کام کر سکتی تھی سوائے اس کے کہ ایک شاہزادی بنی بیٹھی رہے ۔

اس واقعے کے بعد شاہزادی سمنبر کی شاہانہ سواری شہر میں دو بار نکلی۔ اس کی گاڑی ہمیشہ عنبر بیز اور رنگین پھولوں سے آراستہ اور مخملی اور قاقمی پردوں سے مزین ہوا کرتی تھی۔ وہ گاڑی کے اندرانجم افشاں چتر کے سایہ میں اپنے شاہانہ حسن کی تمام لطافتوں کے ساتھ بیٹھا کرتی تھی اور جب گاڑی حرکت کرتی تھی تو چاروں طرف سے عبیر و گلال اُڑاُڑ کر ساری فضا کو رنگین بنا دیا کرتا تھا۔ آخری مرتبہ قبل از وقت اور خلاف دستور اس نے سواری کو محل واپس جانے کا حکم دیا اور وہاں بیٹھ کر خوب روئی۔ وہ روتی رہی حتی کہ اس کے خیال و اضطرار میں کچھ سکون ہوا، لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ملکہ (اپنی ماں) کے طلسمی آئینہ کے راز کو بھی پالیا۔ یہ آئینہ ایک پورے پرانے چاند سے بنایا گیا تھا اور زر و مروارید سے مرصع کیا گیا تھا۔ اس آئینہ کا یہ طلسم تھا کہ جب کوئی رنجیدہ و ملول ہوتا اور اثر غم سے آنسو نکل کر اس آئینہ پر پڑتے تو وہ آئینہ ایسے مناظر پیش کرتا جس سے خستہ و مضمحل ہستی مسرور ہو جاتی تھی۔ شہزادی کے آنسو سے وہ آئینہ پرنم ہو چکا تھا اور جب اس نے آئینہ پر نگاہ ڈالی تو اس کے سامنے دو مرواریدی آنکھیں تھیں ۔ شہزادی نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ اسی باغبان کے لڑکے کی ہیں۔ شہزادی کو اس وقت احساس ہوا کہ وہ باغبان کے لڑکے سے محبت کرتی ہے اور وہ لڑکا بھی اس کو چاہتا ہے۔ اب اس نے اپنی آنکھوں کو خشک کیا اور آئینہ کو مکرر دیکھا مگر اب آئینہ اس عکس سے خالی تھا اور اب وہ کچھ نہ تھا مگر کہنہ ماہتاب کا ایک ٹکڑا۔ شاہزادی اس واقعے سے بہت مضمحل ہو گئی اور اس کی غم آگینی چہرہ سے ظاہر ہونے لگی۔

دایہ کمرے میں داخل ہوئی اور شاہزادی کی حالت دیکھ کر سمجھیں کہ میری سمن آساشاہزادی کو کسی ایسی چیز کی ضرورت ہے جو اسے مسرور کرے۔ چنانچہ دوسری صبح طلوع آفتاب کے ساتھ ہی وہ کچھ اسباب تفریح بھی لے کر آئی، جو اس کے نزدیک شاہزادی کا دل بہلا سکتے تھے، مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئی۔

سمنستان میں تاریخی واقعات رونما ہونا شروع ہوئے، جہاں کوئی نہ چاہتا تھا کہ ان کا وقوع ہو۔

سمنستان کے باشندے شاہزادی کی پیدائش کے بعد سترہ سال تک دنیا کے کسی نئے واقعہ سے خبر دار نہیں ہوئے، سوائے اس کے کہ موسم غیر معمولی طور پر پر لطف انگیز تھے اور وہ لوگ بھی ان سے غیر معمولی طور پر بہت مسرور رہے۔ شاید وہ لوگ باخبر تھے کہ تاریخ نام ہے غیر خوشگوار واقعات کا جن کے اعتراف سے وہ مکدر ہونا پسند نہ کرتے تھے۔

افسوس ہے کہ شاہزادی سمنبر کی سترھویں سالگرہ میں مسرت اندوزولطف آفریں سرزمین سمنستان کے لیے واقعاتِ تاریخ کا ناخوشگوار دخل شروع ہو گیا۔ ایک سہانی، دلفریب صبح کو (سمنبر کے اقلیم حکمرانی میں ہر صبح نہایت دلفریب اور سہانی ہوا کرتی تھی) سب سے پہلے شاہزادی سمنبر نے جس سے ملاقات کی وہ شاہزادی دلرس تھی۔

شاہزادی دلرس نے اپنے آنے کی کوئی اطلاع شاہزادی سمنبر کو نہیں دی تھی، صرف اتنا کہا کہ وہ شاہزادی دلرس ہے اور کسی کو اس میں شک نہ ہوا کیونکہ وہ نہایت حسین و جمیل تھی اور شاہزادیوں کی طرح شاہانہ لباس زیب تن کیے ہوئے تھی، مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ زارزار رو رہی تھی۔ وزیر تشریفات خود اس کو درباری ایوان میں لے گیا جہاں شاہزادی سمنبر، وزیر تشریفات کی نہایت مودّبانہ التماس و اطلاع کے بموجب شاہزادی دلرس کی پذیرائی کے لیے تخت شاہی پر ریشمی تکیوں کے سہارے سے منتظر بیٹھی تھی۔ وزیر تشریفات خوش تھا اور وہ ہمیشہ خوش ہوا کرتا تھا، اگر آداب دربار پورے طور پر ملحوظ رکھے جائیں۔ شاہزادی دلرس جب خمِ تعظیم دینے لگی تو اس کے آنسو فرش پر گرے اور شاہزادی سمنبر جو خود بھی باغبان کے لڑکے کی

گمشدگی سے مغموم و متالم تھی یہ دیکھ کر اپنی آنکھوں کے بڑے بڑے موتی بکھیرنے کے لیے آمادہ ہو گئی۔ اس وقت ساری فضا حسرت والم کی زبان بنی ہوئی تھی۔ ایوان کے فوارے کی تراوشِ قطرات بھی اشک ریزی کا حکم رکھتی تھی اور فوارہ پر جو طوطی بیٹھا تھا وہ بھی اپنی دردناک آواز سے گویا غمزدگی کا اظہار کر رہا تھا۔

ہر چند تاریخ اہل سمنستان کے لیے ایک غیر دلچسپ موضوع تھا اور وہ کبھی کوئی ایسی بات نہ کرتے تھے جس میں تلمیحی اشارے پائے جائیں، لیکن ملکہ سمنبر کچھ نہ کہہ سکی۔ شاہزادی دلرس نے تاریخ سے زیادہ خشک باتیں جغرافیہ کے متعلق شروع کر دیں۔ منجملہ اور وجوہ کے کہ شہزادی سمنبر اور اس کی رعایا کیوں جغرافیہ سے متنفر تھی، ایک یہ بھی تھی کہ ان کے یہاں جغرافیہ کی کتاب جس کی آخری جلد انھوں نے اپنے ردی اسباب کی تہ میں دبادی تھی، اس فقرہ سے شروع ہوتی تھی کہ "سمنستان کی شمالی سرحد پر سنگستان واقع ہے"۔ ہر متنفس جانتا تھا کہ وہ اگر جانب شمال جائے گا تو سنگستان میں پہونچے گا۔ لیکن وہاں پہونچنا کس کو گوارا تھا اور ایسا بے وقوف کون ہو گا جو وہاں جانا چاہے گا۔ ان کے لیے تو اس ملک کا ذکر تک جام سرور میں تلخابۂ غم ملا دینے کا مصداق ہوا کرتا تھا۔ سمنستان کے عجائب پسند طبقہ کے لوگوں کو، جو تیتری کی طرح صرف "رقص رنگیں" میں زندگی بسر کرنے کے عادی تھے، وہاں کا خیال بھی سخت اذیت رساں تھا۔ سمنستان اور سنگستان کے درمیان آہنی ستونوں کی ایک قطار سے حد فاصل مقرر کر دی گئی تھی اور یہ ستون باہم خاردار تاروں سے ملا کر چھپا دیے گئے تھے۔ یہ تعمیر حدود سنگستان کی سلطنت کی جانب سے ہوئی تھی اور سمنستان کی حکومت نے عشق پیچاں کی بیلوں سے اس کو چھپا دیا تھا کہ اگر کوئی سمنستان کا باشندہ اس حد تک جا نکلے تو اس حد بندی کا نظارہ اس کے نظر و تخیل کو صدمہ نہ پہونچائے۔

سنگستان ایک نہایت ویران و غیر شاداب ملک تھا اور حد درجہ خوفناک۔ وہاں کا قانون ہر اس شخص کو جو "براہ کرم" یا "شکریہ" یا ایسے اور الفاظ کا استعمال کرتا جن سے شائستگی و سلامت، تہذیب و ملامست اور تعظیم و تکریم کے پہلو نکلتے ہیں سزا کا مستحق قرار دیتا تھا۔ عقابِ سبز دہم، سنگستان کا حکمران ایک کریہ المنظر مکان میں رہتا تھا، جہاں نہ کوئی صفائی تھی نہ آراستگی اور جو سوائے کرختگی و درشتگی کے کوئی اور منظر پیش نہ کرتا تھا۔ سنگستانیوں کی تعلیم میں بدمزاج بنادینے والا عنصر بیش از بیش ہوتا تھا۔ یہاں کا بادشاہ اگر کسی تقریب کے موقع پر کوئی تقریر کرتا تو وہ اپنے خاندان کے حکمرانوں کے واقعات عقاب اول سے لے کر عقاب سبز دہم تک مفتخرانہ بیان کرتا، جن سے انتہائے درشتی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن اسی سلسلہ میں جب وہ عقاب ہفتم کا ذکر کرتا تو نہایت ذلت و تحقیر کے ساتھ، کیونکہ اس نے ایک بار کسی مسافر سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی تھی۔ شاہ سنگستان تمام تمام دن ایک ناتراشیدہ پتھر کے تخت پر چمڑے کے لباس میں بیٹھا رہتا اور کچا گوشت اپنے پالے ہوئے عقابوں کو کھلاتا رہتا۔ سنگستان میں ہر شخص کچا گوشت کھاتا تھا۔ وہاں پھول کے درختوں کا پتہ نہ تھا، پھل پیدا ہی نہ ہوتے تھے اور گانے والا کوئی پرندہ اس فضا میں زندہ نہیں رہتا تھا، وہاں کے مکانات کبھی صاف نہ کیے جاتے تھے۔ عقاب سبز دہم کی خواہش تھی کہ تمام دنیا کو اپنے ملک کی وضع پر آباد کرے۔ اس کا خیال تھا کہ تین لاکھ خونخوار اور غضب آلود فوج سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے پاس اس قسم کی صرف ایک لاکھ فوج تیار تھی اور دو لاکھ کی کمی پورا کرنے کے لیے وہ سمنستان پر قابض ہو جانا چاہتا تھا کیونکہ وہاں سے اسے دو لاکھ آدمی اور مل سکتے تھے۔ بالکل یہی حیثیت علاقہ عسلستان کی تھی جو سنگستان کی دوسری جانب واقع تھا اور

ایک ملکہ کی زیر حکومت تھا۔ عقاب سبز دہم نے پہلے ملکہ عسلستان کو اپنی شادی کا پیغام بھیجا۔ ملکہ عسلستان اس خبر کے سنتے ہی سراسیمہ و پریشان ہوگئی۔ چند روز تک وہ بہت متردد رہی اور کوئی لمحہ اس کا ایسا نہ گزرتا کہ وہ اسے گریہ و زاری میں صرف نہ کرتی ہو۔ بالآخر اس نے جزائر ارغواں کے نواب کو جو عسلستان کے قبضہ کا متمنی تھا، تمام علاقہ سپرد کر دیا اور خود شاہزادی دلرس کا لقب اختیار کر کے روپوش ہوگئی اور سمنستان کی شہزادی سمنبر کے پاس تمام واقعات کی اطلاع دینے پہونچ گئی۔ یہاں وہ ایک گھنٹہ کے قریب ٹھہری تاکہ سمنبر کو ہوشیار کردے کہ اب اس کی باری ہے اور اس کے بعد رخصت ہوگئی۔

دوسرے ہی دن عقاب سبز دہم کا پیغامِ شادی ایک بھدے سے لفافہ میں، جس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی اور جس سے کچے گوشت کی بو آرہی تھی، پہونچا۔ اس نے القاب و آداب میں کاغذ ضائع نہیں کیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ "خط کے پہونچنے کے ۲۴ گھنٹہ کے بعد اس کی فوجیں سرحد پر منڈلا رہی ہوں گی"۔

سمنستان کی آبادی اس جسارت سے بہت برہم ہوئی۔ شاہزادی سمنبر کے ہاتھ میں عقابِ سبز دہم کے خط کا جو انجام ہوا وہ یہ تھا کہ اس خط کے پرزے پرزے کر ڈالے گئے اور قدموں کے نیچے مسل دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد نتیجہ کے خیال سے شاہزادی بہت متردد ہوئی۔ وہ ہر شخص سے بہترین مشورہ کی طالب ہوئی مگر سمنستان والے کوئی مشورہ اِس کے سوا نہ دے سکے کہ ایسا مبارک و خوشنما دن اِس فکر میں ضائع نہ کرنا چاہیے بلکہ کوئی خاص اور نئی قسم کے سیر و تماشے کا انتظام کرنا چاہیے کہ ہم اس غم کو بھلا سکیں۔

لیکن وزیر تشریفات اور شاہی مورخ نے موقع کی اہمیت کا اندازہ کر کے صلاح دی کہ قبل اس کے کہ عقاب سبز دہم سرحد میں داخل ہو، شاہزادی کا عقد کسی اور شخص کے ساتھ ہو جانا چاہیے اور یہی ایک صورت پناہ کی ہو سکتی ہے۔ شاہزادی سمنبر نے کہا کہ "اگر میرے لیے ایسا کرنا ضروری ہے تو میں تیار ہوں مگر سوائے اُس باغبان کے لڑکے کے میں کسی اور کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی"۔ دونوں کے چہروں کا رنگ فق ہو گیا، مورخ کو پیشینگوئی یاد آئی اور وزیر تشریفات خاموش ہو گیا۔ وزیر نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ کہا کہ

"شاہزادی! یہ تو بالکل ناممکن ہے کیونکہ اگر شاہزادی نے سوائے اُن سات حکمراں خاندانوں کے، جن کے نام کتاب زریں میں درج ہیں، کہیں اور شادی کی تو حکومت سے دست بردار ہونا پڑے گا اور قانون سلطنت کے مطابق شاہزادی کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے، حکومت ہمسایہ سلطنت کو تفویض ہو جائے گی اور وہ ہمسایہ حکومت عقاب سبز دہم ہی کی ہو سکتی ہے"۔

شاہزادی بے حد غمگین اور محزون ہوئی اور اس کے گل آسار خساروں پر آنسو کے مصفّا موتی بکھرنے لگے۔ وزیر تشریفات بہت متأثر ہوا اور کہنے لگا "کم سے کم ہمیں پیغامات تو ضرور روانہ کرنے چاہئیں۔ ممکن ہے کوئی حسین اور لطیف مزاج شاہزادہ ایسا مل جائے جس کے ساتھ شاہزادی سمنبر کی شادی ہو سکے"۔ چنانچہ چھ سریع السیر کبوتروں کے ذریعہ سے یہ پیغام روانہ کر دیے گئے۔ سمنبر اس وقت سے برابر روتی رہی اور خواب و خور اپنے اوپر حرام کر لیا۔ صبح کے وقت، جب مورخ دربار شاہزادی کے پاس آنے کی اجازت حاصل کر کے شاہی کمرے میں داخل ہوا تو وہ نہایت خوف زدہ اور پریشان تھا۔ بار بار باہر دیکھتا جاتا تھا کہ عقاب کے آنے کی اطلاع تو نہیں آئی۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے دیکھا کہ بجائے عقابی علامتوں کے سات امرا ہلکے آسمانی رنگ کے ریشمی لباسوں سے آراستہ ایک جلوس کی صورت میں محل کے صدر دروازہ سے داخل ہوئے۔ ان کے گلے میں نہایت حسین و آبدار مرواریدی ہار پڑے ہوئے تھے، ہاتھوں میں نقرئی چوبیں اور پھولوں کے گلدستے تھے اور ان کے جلو میں ایک نوجوان شاہزادہ تھا جو نہایت عجلت سے محل کے اندر داخل ہوا۔ شاہزادے نے تمام مراسم آداب شاہی کے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شاہزادوں ہی کی طرح ادا کیے اور ان تمام جزئیات کا خیال رکھا جن کی توقع ایک شاہزادے سے کی جاتی ہے جب وہ کسی شاہزادی کو پیغامِ محبت دینے آئے۔ اس نے ایک میز پر ایک خوبصورت صندلی صندوقچہ جو بڑے بڑے عقیق احمر، الماس تاباں اور زمرد اخضر سے لبریز تھا اس طرح رکھا گویا ان چیزوں کی اس کی نظر میں کوئی وقعت نہ تھی۔ جس وقت وہ شاہزادی کے

نزدیک پہونچا تو خمِ تعظیم میں اپنا سر گھٹنوں سے ملا دیا۔ شاہزادے کی شادمانی وخوشی کا اظہار اس کی خفیف سے خفیف حرکت سے عیاں تھا اور ایسی حرکات بے شمار تھیں کیونکہ یہ آنے والا شاہزادہ ہی باغبان کالڑکا تھا۔

وزیر تشریفات اور مورخ بیک وقت کچھ پوچھنا ہی چاہتے تھے کہ شاہزادہ ان کا منشا سمجھ گیا اور بولا کہ "ہاں میں باغبان کالڑکا ہوں"۔ وزیر تشریفات نے کہا "شاہزادی سمنبر تو کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کر سکتی جس کا تعلق شاہنشاہان عظام کے خاندانوں سے نہ ہو"۔

شاہزادہ نے جواب دیا "میں انہیں خاندانوں میں سے ایک خاندان کا فرد ہوں، کیونکہ میں کوہستان کی سلطنت کا جہاں سیوتی کے پھول کھلتے ہیں اور جہاں بلبلیں پیدا ہوتی ہیں، ولی عہد ہوں۔ ہمارا خاندان ساتوں خاندانوں سے زیادہ قدیم ہے اور ہم اپنے جد اعظم کی یادگار میں اپنے بیرقوں پر ایک ورق زر کو ہلال کی شکل بنا کر لگاتے ہیں۔ میرے باپ کے خطابات میں ایک خطاب "نواب اعظم ارم آباد" بھی ہے۔ ہمارے خاندان کی ایک قدیم رسم ہے کہ ولی عہد سات سال تک باغبان کے لڑکے کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہے، چنانچہ میں نے بھی اس کی تعمیل کی اور تمہارے باغ میں رہنا پسند کیا کیونکہ وہ بے حد خوبصورت و دلچسپ باغ ہے۔ شاہزادی کیا تم باغبان کے لڑکے کے ساتھ شادی کرنا پسند کروگی؟"

شاہزادی سمنبر نے ایک ابتسام شیریں کے ساتھ اظہار پسندیدگی کیا۔ مورخ نے نہایت خوش ہو کر قاہرہ کی پیشینگوئی کا اعادہ کیا اور وزیر تشریفات نے کہا کہ یقیناً عقاب، شام سے قبل یہاں پہونچ جائے گا۔

شاہزادی سمنبر کی شادی کے مراسم ادا کیے گئے اور تھوڑی دیر میں اُن سے فراغت ہو گئی۔ سمنستان کے باشندے مدعو ہوئے اور رقص و سرور کی رنگینیوں میں مصروف و محو ہو گئے، کیونکہ ان کو تو ایسے مواقع کی تمنا و جستجو کرنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ گویا وہ وہیں کہیں چھپے ہوئے اس گھڑی کا انتظار ہی کر رہے تھے۔

عقاب سبز دہم سمنستان تک کبھی نہ پہونچا کیونکہ وہ بھی ایک پیشینگوئی میں مبتلا تھا۔ اس کو بتایا گیا تھا کہ عقابِ سبز دہم، اگر عقاب اعظم کا لقب حاصل کرنا چاہے تو نو منزل کے ایک مکان سے جست کرے، اس حال

میں کہ اس کے ہاتھ پر ایک جوڑا عقاب کا بیٹھا ہو۔ اگر وہ بجائے نیچے آنے کے صعودی حالت اختیار کر سکے تو عقاب اعظم کا لقب اختیار کر سکتا ہے۔ چنانچہ اُس نے اُس کا تجربہ ٹھیک اس وقت کیا جبکہ وہ سمنستان کو روانہ ہو رہا تھا۔ جب وہ زمین پر گرا اور اس کا جسم پاش پاش ہو گیا تو عقاب کا وہ جوڑا جو اس کے ہاتھ پر بیٹھا تھا اس کا گوشت لے کر ہوا میں صعود کر گیا۔